۷۸۶
۹۲

شرعاً چاند کا ثبوت کیسے ہوگا؟
اور کیسے نہ ہوگا؟

ثبوت ہلال کے طریقے

نام تاریخی

طرق اثبات الہلال
۱۳ ھ ۱۰

از

مجدد اسلام اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ
۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء — ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

:- ناشر :-
طلبہ درجہ ثالثہ سنہ ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء
جامعہ اشرفیہ مبارکپور ۲۷۶۴۰۴
ضلع اعظم گڈھ (یوپی)

شرعاً چاند کا ثبوت کیسے ہوگا؟

اور کیسے نہ ہوگا؟

ثبوت ہلال کے طریقے

نام تاریخی

طرق اثبات الہلال
۱۳۱۳ھ

از

مجدد اسلام اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ

۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء ـــــ ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

ناشر

طلبہ درجہ ثالثہ سنہ ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء جامعہ اشرفیہ مبارکپور ۲۷۶۴۰۴
ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

(نشاط آفسٹ پریس ٹانڈہ)

کاتب جاوید انور محلہ پریا رائے متو

نام کتاب : ـــــــــــــــــ طرق اثبات الہلال
مصنف : مجدد اسلام اعلیحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ
کتابت : ـــــــــــــــــ جاوید اختر پریمار ائے مئو
تاریخ اشاعت : ۲۹ رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ مطابق ۵ ر نومبر ۱۹۹۴ء
ناشر : ـــــــــــــــــ طلبہ درجہ ثالثہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور
تعداد ـــــــــــــــــ ایک ہزار

قیمت :

ملنے کے پتے

- المجمع الاسلامی ۔ محمد آباد گوہنہ
- دائرۃ البرکات ۔ کریم الدین پور گھوسی
- المجمع المصباحی ۔ اشرفیہ مبارکپور

باسمہ وحمدہ تعالیٰ و تقدس

شریعت نے چاند کے ثبوت کے لیے کچھ اصول وضوابط مقرر کئے ہیں۔ یہ کتاب ان ہی کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ شرعی ضوابط کی پابندی کے ساتھ اگر عید د رمضان اور دیگر اسلامی تقریبات عمل میں لائی گئیں جب ہی وہ بجا و درست ہونگی ورنہ ناروا و نامقبول ثابت ہوں گی۔ واقع میں چاند نہ ہوا اور کچھ بے باکوں نے ایسے صاحب کو تلاش کر لیا جو اعلانِ عید میں پیش قدمی کا سہرا اپنے سر باندھنے کے شوق میں ہر کس وناکس کی گواہی ماننے کے لیے پہلے ہی سے تیار بیٹھے ہیں۔ انکے حضور پہونچے، مراد برآئی، دھوم سے عید منائی۔ ایسی عید کا ناجائز و حرام ہونا تو ہر شخص پر واضح ہے لیکن اگر واقع میں چاند ہو چکا تھا اور شرعی اصولوں کے مطابق ثبوت حاصل نہ کیا، محض ریڈیو یا ٹیلیفون سے خبر لے لی اور عید کر ڈالی تو یہ عید بھی ناجائز و حرام ہی ہوئی۔ اور اگر خداترس بندوں نے شرعی ثبوت نہ ہونے کے باعث اس دن روزہ رکھا تو یہ بالکل بجا و درست ہوا۔ عید ہو یا روزہ اگر حکم شرع کی پابندی کے ساتھ ہے تو مقبول ہے ورنہ مردود۔ مسلمان اِسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور نفس و شیطان کے فریب سے بچیں۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ عموماً جلد اعلان کے لیے ساری سرگرمی اور تگ و دَو صرف عید میں نظر آتی ہے۔ اگر رمضان کا چاند نظر نہ آیا تو بالکل سناٹا رہتا ہے۔ اسی سے واضح ہے کہ عید میں جو تیزی ہوتی ہے اسمیں نفس و شیطان کی پیروی کا دخل زیادہ ہے۔

اس ماحول میں مسلمانوں کی آگاہی اور عمل کے لیے اس کتاب کی اشاعت بہت مناسب ہے۔ اس پر درجۂ ثالثہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے طلبہ لائق تحسین اور قابل مبارکباد ہیں۔ رب کریم انھیں خیر و سعادت میں ترقیوں سے نوازے۔

محمد احمد مصباحی۔ استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور ۲۴/۵/۱۴۱۵ھ

مسئلہ

از بڑودہ گجرات باڑہ نواب صاحب مرسلہ نواب سید معین الدین حسن خاں بہادر ۲۵ رمحرم الحرام ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رویت ہلال شریعت میں کس طرح ثابت ہوتی ہے؟ بحوالہ کتب مع ترجمہ اردو جواب عطا ہو۔

بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الشمس ضیاء و القمر نورا۔ والصلوۃ والسلام علی من صار الدین بطلوع ھلالہ بدرا منیرا۔ وعلیٰ اٰلہ و صحبہ الکاملین نورا۔ والمکملین تنویرا۔

ثبوت رویت ہلال کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں۔

طریق اوّل

خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی

ہلال رمضان مبارک کے لئے ایک ہی مسلمان عاقل بالغ غیر فاسق کا مجرد بیان کافی ہے کہ میں نے اس رمضان شریف کا ہلال فلاں دن

کی شام کو دیکھا۔ اگرچہ کنیز ہو۔ اگرچہ مستورالحال ہو جسکی عدالت باطنی معلوم نہیں ظاہر حال پابند شرع ہے۔ اگرچہ اس کا یہ بیان مجلس قضا میں نہ ہو۔ اگرچہ گواہی دیتا ہوں نہ کہے۔ نہ دیکھنے کی کیفیت بیان کرے کہ کہاں سے دیکھا کدھر کو تھا کتنا اونچا تھا، وغیر ذلک۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ ۲۹ رشعبان کو مطلع صاف نہ ہو چاند کی جگہ ابر یا غبار ہو ــــ اور بحال صفائی مطلع اگر ولیسا ایک شخص جنگل سے آیا یا بلند مکان پر تھا تو بھی ایک ہی کا بیان کافی ہو جائے گا ــــ ورنہ دیکھیں گے کہ وہاں کے مسلمان چاند دیکھنے میں کوشش رکھتے ہیں بکثرت لوگ متوجہ ہوتے ہیں، یا کاہل ہیں دیکھنے کی پرواہ نہیں۔ بے پرواہی کی صورت میں کم سے کم دو درکار ہوں گے اگرچہ مستورالحال ہوں ــــ ورنہ ایک جماعت عظیم چاہیئے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبۂ ظن حاصل ہو جائے کہ ضرور چاند ہوا اگرچہ غلام یا کھلے فُساق ہوں ــــ اور اگر کثرت حد تو اتر کو پہنچ جائے کہ عقل اتنے شخصوں کا غلط خبر پر اتفاق محال جانے تو ایسی خبر مسلم و کافر سب کی مقبول ہے۔

باقی گیارہ ہلالوں کے واسطے مطلقاً ہر حال میں ضرور ہے کہ دو مرد عادل، یا ایک مرد دو عورتیں عادل، آزاد، جن کا ظاہری و باطنی حال تحقیق ہو کہ پابند شرع ہیں، قاضی شرع کے حضور بلفظ اشہد گواہی دیں یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا ــــ اور جہاں قاضی شرع نہ ہو تو مفتی اسلام اس کا قائم مقام ہے جبکہ تمام اہل شہر سے علم فقہ میں زائد ہو، اس کے حضور گواہی دیں ــــ اور اگر کہیں قاضی و مفتی کوئی نہ ہو تو مجبوری کو، اور مسلمانوں کے سامنے ایسے عادل دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کا بیان بے لفظ اشہد بھی کافی سمجھا جائے گا۔ ان گیارہ ہلالوں میں ہمیشہ یہی حکم ہے ــــ مگر عیدین میں اگر مطلع

صاف ہو اور مسلمان رویت ہلال میں کاہلی نہ کرتے ہوں اور وہ دو گواہ جنگل یا بلندی سے نہ آئے ہوں تو اس صورت میں وہی جماعت عظیم درکار ہے۔ اسی طرح جہاں اور کسی چاند مثلاً ہلال محرم کا عام مسلمان پورا اہتمام کرتے ہوں تو بحالت صفائی مطلع جب کہ شاہدین جنگل یا بلندی سے نہ آئیں ظاہراً جماعت عظیم ہی چاہیے کہ جس وجہ سے اس کا ایجاب رمضان و عیدین میں کیا گیا تھا۔ یہاں بھی حاصل ہے۔

درمختار میں ہے۔

قُبل بلا دعوی و بلا لفظ اشهد وحكم ومجلس قضاء للصوم مع علة كغيم وغبار خبر عدل او مستور لا فاسق اتفاقا ولو قنا او انثى بيّن كيفيةَ الروية اولا على المذهب، وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصابُ الشهادة ولفظ اشهد ولو كانوا ببلدة لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلين مع العلة للضرورة، وقُبل بلا علة جمعٌ عظيم يقع غلبة الظن بخبرهم، ــــ وعن الامام يكتفى بشاهدين ــــ واختاره في البحر ــــ وصحّح في الاقضية الاكتفاء بواحد إن جاء من خارج البلد او كان على مكان مرتفع۔ واختاره ظهير الدين ــــ وهلال الاضحى وبقية الاشهر التسعة كالفطر على المذهب اه مختصرا۔

ترجمہ:۔ ابر و غبار کی حالت میں ہلال رمضان کے لیے ایک عادل یا مستور الحال کی خبر کافی ہے اگرچہ غلام یا

عورت ہو رویت کی کیفیت بیان کرے خواہ نہ کرے
دعویٰ یا لفظ اشہد یا حکم یا مجلس قاضی کسی کی شرط
نہیں ــــ مگر فاسق کا بیان بالاتفاق مردود ہے ــــ
اور عید کے لئے بحال نا صافی مطلع عدالت کے ساتھ
دو مرد یا ایک مرد دو عورت کی گواہی بلفظ اشہد
ضرور ہے ــــ اور اگر ایسے شہر میں ہوں جہاں کوئی
حاکم اسلام نہیں تو بوجہ ضرورت۔ بحال ابر و غبار ایک
ثقہ شخص کے بیان پر روزہ رکھیں اور دو عادلوں کی خبر
پر عید کرلیں ــــ اور جب ابر و غبار نہ ہو تو ایسی بڑی جماعت
کی خبر مقبول ہوگی جس سے ظن غالب حاصل ہو جائے
اور امام سے مروی ہوا کہ دو گواہ کافی ہیں اور اسی کو بحر
الرائق میں اختیار کیا ــــ اور کتاب الاقضیہ میں فرمایا
صحیح یہ ہے کہ ایک بھی کافی ہے اگر جنگل سے آئے یا
بلند مکان پر تھا ــــ اور اسی کو امام ظہیر الدین نے اختیار
فرمایا اور ذی الحجہ اور باقی نو مہینوں کے چاند کا وہی حکم
ہے جو ہلال عید الفطر کا۔

رد المحتار میں ہے۔

شرط القبول عند عدم علة فی السماء لهلال
الصوم او الفطر اخبار جمع عظیم لان التفرد من
بین الجم الغفیر بالرؤیة مع توجههم طالبین
لما توجّه هو الیه مع فرض عدم المانع ظاهر
فی غلطه ــ بحر ــ ولا یشترط فیهم العدالة ــــ

امداد ـ ولا الحرية ـ قهستانى ـ

قوله " واختاره فى البحر" حيث قال ينبغى العمل على هذه الرواية فى زماننا لان الناس تكاسلت عن ترائى الاهلة فانتفى قولهم مع توجههم طالبين وظاهر الولوالجية والظهيرية يدل على ان ظاهر الرواية هو اشتراط العدد، والعدد يصدق باثنين اهـــ وفى زماننا نشاهد تكاسل الناس فليس فى شهادة الاثنين تفرد من بين الجم الغفير حتى يظهر غلط الشاهد فانتفت علة ظاهر الرواية فتعين الافتاء بالرواية الاخرى ــــ وفى كافى الحاكم الذى هو جمع كلام محمد فى كتبه ظاهر الرواية تقبل شهادة المسلم والمسلمة عدلا كان او غير عدل بعد ان يشهد انه رأى خارج المصر اوانه رآه فى المصر مع علة تمنع العامة من التساوى فى رويته اهـ ولا منافاة بينهما لان اشتراط الجمع العظيم اذا كان الشاهد من المصر فى غير مكان مرتفع فالثانية مقيدة لاطلاق الاولى بدليل ان الاولى علل فيها رد الشهادة بان التفرد ظاهر فى الغلط وعلى ما فى الثانية لم توجد علة الرد ولهذا قال فى المحيط فلا يكون تفرده بالروية خلاف الظاهر ـ

قولہ و بقیۃ الاشہر لا یقبل فیہا الا شہادۃ رجلین او رجل و امرأتین عدول احرار غیر محدودین کما فی سائر الاحکام ـــ بحر عن شرح مختصر الطحاوی للامام الاسبیجابی ـــ والظاہر انہ فی الاہلۃ التسعۃ لا فرق بین الغیم والصحو فی قبول الرجلین لفقد العلۃ الموجبۃ لاشتراط الجمع الکثیر وہی توجہ الکل طالبین ویؤیدہ قولہ کما فی سائر الاحکام اھ ملتقطا۔

ترجمہ:۔ جب آسمان صاف ہو تو ہلال روزہ و عید کے قبول کو جماعت عظیم کی خبر ضرور ہے اس لیے کہ بڑی جماعت کہ وہ بھی چاند دیکھنے میں مصروف تھی اس میں سے صرف دو ایک شخص کو نظر آنا حالانکہ مطلع صاف ہے ان دو ایک کی خطا میں ظاہر ہے ـــ ایسا ہی بحر الرائق میں ہے ـــ اور جماعت عظیم میں عدالت شرط نہیں ـــ ایسا ہی امداد الفتاح میں ہے۔ نہ آزادی شرط ہے ـــ ایسا ہی قہستانی میں ہے۔

اور بحر الرائق میں فرمایا کہ جب لوگ چاند دیکھنے میں کاہلی کریں تو اس روایت پر عمل چاہیے کہ دو گواہ کافی ہیں کہ اب وہ وجہ نہ رہی کہ سب چاند دیکھنے میں مصروف تھے اور مطلع صاف تھا تو فقط انھیں دو کو نظر آنا بعید از قیاس ہے ـــ اور ولوالجیہ و ظہیریہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہر الروایۃ میں صرف تعددِ

گواہان کی شرط ہے اور تعدد دو سے بھی ہو گیا انتہیٰ۔
اور ہمارے زمانے میں لوگوں کا کسل آنکھوں دیکھا ہے
تو دو کی گواہی کو یہ کہیں گے کہ جمہور کے خلاف انھیں کو
کیسے نظر آ گیا جس سے گواہ کی غلطی ظاہر ہو۔ تو ظاہر
الروایۃ کی وجہ نہ رہی، تو اس دوسری روایت پر فتویٰ
دینا لازم ہوا۔ اور کافی حاکم میں جس میں امام محمد کا تمام
کلام کتب ظاہر الروایۃ کا جمع فرما دیا ہے یوں ہے کہ
رمضان میں ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال
کی گواہی مقبول ہے جبکہ یہ گواہی دے کہ اس نے جنگل میں
دیکھا یا شہر میں دیکھا اور کوئی سبب ایسا تھا جس کے باعث
اوروں کو نظر نہ آیا انتہیٰ۔ اور ان دونوں روایتوں میں
منافات نہیں اس لئے کہ جماعت عظیم کی شرط وہاں
ہے کہ گواہ شہر میں غیر مکان بلند پر ہو۔ تو یہ پچھلی
روایت اس پہلی کے اطلاق کی قید بتاتی ہے۔
اور اس پر دلیل یہ کہ پہلی میں ایک کی گواہی نہ ماننے
کی وجہ یہ فرمائی تھی کہ تنہا اسکا دیکھنا غلطی میں ظاہر ہے۔
اور اس پچھلی صورت میں یعنی جبکہ وہ جنگل میں یا بلند مکان
پر تھا وہ رد کی وجہ نہ پائی گئی، اس لئے محیط میں فرمایا
کہ اس حالت میں تنہا اس کا دیکھنا خلاف ظاہر نہ ہوگا۔
اور باقی نو مہینوں میں مقبول نہ ہوگی مگر گواہی
دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں عادل آزاد کی جن پر حدِّ
قذف نہ لگ چکی ہو جیسے باقی تمام معاملات میں۔

اسی طرح بحرالرائق میں امام اسبیجابی کی شرح مختصر طحاوی سے ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ان نو چاندوں میں صفا و عدم صفائی مطلع کا کچھ فرق نہیں ہر حال میں دو کی گواہی قبول ہوگی کہ وہ وجہ جو وہاں شرط جماعت عظیم کی باعث تھی کہ سب ہلال کو تلاش کرتے ہیں یہاں موجود نہیں کہ ان نو مہینوں کا چاند عام لوگ تلاش نہیں کرتے ہیں اور اس کی تائید کرتا ہے امام اسبیجابی کا وہ فرمانا کہ ان میں وہ درکار ہے جو باقی تمام معاملات میں۔

حدیقہ ندیہ میں ہے۔

اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالامور موکلۃ الی العلماء ویلزم الامۃ الرجوع الیھم ویصیرون ولاۃ فاذا عسر جمعھم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائہ فان کثروا فالمتبع اعلمھم فان استووا اقرع بینھم۔

ترجمہ:۔ جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملات شرعیہ میں کفایت کر سکے تو شرعی سب کام علماء کو سپرد ہوں گے اور مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اپنے ہر معاملہ شرعیہ میں ان کی طرف رجوع کریں وہ علماء ہی قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر ضلع کے لوگ اپنے علماء کا اتباع کریں اگر ضلع میں عالم کثیر ہوں تو جو سب میں زیادہ احکام شریعت کا علم رکھتا ہے اس کی پیروی ہوگی اور اگر علم میں برابر ہوں تو قرعہ ڈال لیں ۱۲ منہ

طریق دوم

شہادۃ علی الشہادۃ

یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے
والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی
گواہی پر انھیں گواہ کیا انہوں نے اس گواہی
کی گواہی دی۔

یہ وہاں ہے کہ گواہانِ اصل حاضری سے معذور ہوں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل، گواہ سے کہے میری اس گواہی پر گواہ ہوجا کہ میں گواہی دیتا ہوں میں نے فلاں ماہ فلاں سنہ کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا گواہانِ فرع یہاں آکر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ فلاں بن فلاں مذکور نے ماہ فلاں سنہ فلاں کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اور فلاں بن فلاں مذکور نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہوجا۔

پھر اصل شہادت رویت میں اختلاف احوال کے ساتھ جو احکام گذرے ان کا لحاظ ضرور ہے مثلاً ماہ رمضان میں مطلع صاف تھا تو صرف ایک کی گواہی مسموع نہ ہونی چاہیئے جب تک جنگل میں یا بلند مکان پر دیکھنا نہ بیان کرے ورنہ ایک کی شہادت اور اسکی شہادت پر بھی صرف ایک ہی شاہد اگرچہ کنیز مستورۃ الحال ہو بس ہے۔ اور باقی مہینوں میں یہ تو ہمیشہ ضرور ہے کہ ہر گواہ کی گواہی پر دو مرد یا ایک مرد دو عورت عادل گواہ ہوں اگرچہ یہی دو مرد ان دو اصل میں ہر ایک کے شاہد ہوں۔ مثلاً جہاں عیدین میں

صرف دو عادلوں کی گواہی مقبول ہے زید و عمرو دو عادلوں نے چاند دیکھا اور ہر ایک نے اپنی شہادت پر بکر و خالد دو مرد عادل کو گواہ کر دیا کہ یہاں آکر بکر اور خالد ہر ایک نے زید و عمرو دونوں کی گواہی پر گواہی دی، کافی ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ ہر گواہ کے جدا جدا دو گواہ ہوں ___ اور یہ بھی جائز ہیکہ اصل خود آکر گواہی دے اور دوسرا گواہ اپنی گواہی پر دو گواہ جداگانہ کر بھیجے ہاں یہ جائز نہیں کہ ایک گواہ اصل کے دو گواہ ہوں اور انھیں دونوں میں سے ایک خود اپنی شہادت ذاتی بھی دے۔

درمختار میں ہے۔

الشهادة على الشهادة مقبولة وان كثرت استحسانا في كل حق على الصحيح ___ الا في حد وقود ___ بشرط تعذر حضور الاصل بمرض اوسفر ___ واكتفى الثاني بغيبته بحيث يتعذر ان يبيت باهله واستحسنه غير واحد ___ وفي القهستاني والسراجية وعليه الفتوى، واقره المصنف ___ اوكون المرأة مخدرة لا تخالط الرجال وان خرجت لحاجة وحمام ___ قنية ___ عند الشهادة عند القاضي قيد للكل وبشرط شهادة عدد نصاب ولو رجلا وامراتين عن كل اصل ولو امرأة لاتغاير فرعي هذا وذاك ___ وكيفيتها ان يقول الاصل مخاطبا للفرع ولو ابنه ___ بحر ___ اشهد على شهادتي اني اشهد بكذا ويقول الفرع اشهد ان فلانا اشهدني على شهادته بكذا وقال لي اشهد على شهادتي بذالك اه مختصرا۔

ترجمہ:۔ گواہی پر گواہی مقبول ہے اگرچہ یکے بعد دیگرے کتنے ہی درجے

تک پہنچے مثلاً گواہانِ اصل نے زید و عمرو کو گواہ بنایا انہوں نے
اپنی اس شہادت علی الشہادۃ پر بکر و خالد کو گواہ کر دیا خالد
نے اپنی اس شہادۃ علی الشہادۃ پر سعید و حمید کو شاہد بنالیا
وعلی ہذا القیاس۔ اور مذہب صحیح پر یہ امر حدود و قصاص کے سوا ہر
حق میں جائز ہے اس شرط سے کہ جس وقت قاضی کے حضور
ادائے شہادت ہوئی اسی وقت وہاں اصل گواہ کا آنا مرض
یا سفر یا زن پردہ نشین ہونے کے باعث متعذر ہو۔ اور امام
ابی یوسف کے نزدیک تین منزل دور ہونا ضرور نہیں بلکہ اتنی
دوری کافی ہے کہ گواہی دے کر رات کو اپنے گھر نہ پہنچ سکے
بکثرت مشائخ نے اسی قول کو پسند کیا اور قہستانی و سراجیہ
میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے مصنف نے اسے مسلم رکھا۔ اور
عورت کی پردہ نشینی یہ کہ مردوں کی مجمع سے بچتی ہو اگرچہ اپنی کسی
ضرورت کے لیے باہر نکلے یا حمام جائے ایسا ہی قنیہ میں ہے
۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ ہر اصل گواہ اگرچہ عورت کی گواہی پر
پورا نصاب شہادت یعنی دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں گواہی
دیں ہاں یہ ضرور نہیں کہ ہر گواہ اصل کے دو دو جداگانہ گواہ ہوں
۔ اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ گواہ اصل گواہ فرع سے اگرچہ
وہ اس کا بیٹا ہو خطاب کر کے کہے تو میری اس گواہی پر گواہ
ہو جا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں اور گواہ فرع یوں ادائے شہادت
کرے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں نے مجھے اس گواہی پر گواہ
کیا اور مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا۔

اسی کے بیان ہلال رمضان میں ہے۔

وتقبل شهادة واحد علی اٰخر کعبد وانثی ولو علی مثله۔

ترجمہ:۔ ایک کی گواہی دوسرے پر مثلاً غلام یا عورت کی شہادت اگرچہ اپنی ہی جیسے پر ہلال رمضان میں مقبول ہے جبکہ ایک کی گواہی وہاں مسموع ہونے کے قابل ہو جیسے بحالت ناصافی مطلع۔

ردالمحتار میں ہے۔

لوشهدا علی شهادة رجل واحدهما یشهد بنفسه ایضا لم یجز کذا فی محیط السرخسی فتاوی الهندیه ولو شهد واحد علی شهادة نفسه واٰخران علی شهادة غیره یصح صرح به فی البزازیة اه مختصرا۔

ترجمہ:۔ اگر دو گواہوں نے ایک مرد کی شہادت پر شہادت ادا کی اور ان میں ایک خود بذاتہ گواہ ہے تو یہ جائز نہیں ایسا ہی فتاویٰ عالمگیری میں محیط امام سرخسی سے ہے اور اگر ایک نے خود گواہی دی اور دوسرے دو نے اور شخص کی شہادت پر شہادت ادا کی تو یہ درست ہے بزازیہ میں اس کی تصریح ہے ۱۲۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ذخیرہ سے ہے۔

ینبغی ان یذکر الفرع اسم الشاهد الاصل واسم ابیه وجده حتی لوترك ذالك فالقاضی لا یقبل شهادتهما۔

ترجمہ:۔ گواہ فرع کو چاہیئے کہ گواہ اصل اور اس کے باپ اور دادا سب کا نام ذکر کرے یہاں تک کہ اگر اسے چھوڑ دے گا تو حاکم اسکی گواہی قبول نہ کرے گا۔

شہادۃ علی الشہادۃ میں یہ بھی ضرور ہے کہ اس کے مطابق حکم ہونے تک گواہانِ اصل بھی اہلیت شہادت پر باقی رہیں اور شہادت کی تکذیب نہ کریں مثلاً گواہانِ فرع نے ابھی گواہی نہ دی یا دی اور اس پر ہنوز حکم نہ ہوا تھا کہ گواہانِ اصل سے کوئی گواہ اندھا یا گونگا یا مجنون یا معاذ اللہ مرتد ہوگیا یا کہا کہ میں نے تو ان گواہوں کو اپنی شہادت کا گواہ نہ کیا تھا یا غلطی سے گواہ کر دیا تھا تو یہ شہادت باطل ہو جائے گی۔

درمختار میں ہے۔

تبطل شہادۃ الفروع بخروج اصلہ عن اھلیتھا کخرس وعمی وبانکار اصلہ الشہادۃ کقولھم مالنا شہادۃ اولم نشھد ھم اواشھد ناھم وغلطنا اھ مختصرا

طریق سوم

شہادۃ علی القضا

یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام قاضی شرع کے حضور رویت ہلال پر شہادتیں گذریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا دو شاہدان عادل اس گواہی و حکم کے وقت حاضر دار القضا تھے انہوں نے یہاں حاکم اسلام قاضی شرع یا وہ نہ ہو تو مفتی کے حضور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں حاکم کے حضور فلاں ہلال کی نسبت فلاں دن کی شام کو ہونے کی گواہیاں گذریں اور حاکم موصوف نے ان گواہیوں پر ثبوت ہلال مذکور شام فلاں روز کا حکم دیا۔

فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے۔

لو شهدوا ان قاضی بلدة کذا شهد عنده اثنان برویة الهلال فی لیلة کذا وقضی بشهادتهما جاز لهذا القاضی ان یحکم بشهادتهما لان قضاء القاضی حجة وقد شهدوا به۔

اسی طرح فتاویٰ قاضی خاں وفتاویٰ خلاصہ وغیرہما میں ہے۔

قلت وقیدہ فی التنویر تبعاً للذخیرة عن مجموع النوازل باستجماع شرائط الدعوی ووجهه العلامة الشامی بتوجیهین لنا فی کل منهما کلام حققناہ فیما علیه علقناہ فراجعه ثمه فانه من الفوائد المهمة۔

طریق چہارم

کتاب القاضی الی القاضی

یعنی قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے فصل مقدمات کے لئے مقرر کیا ہو اس کے سامنے شرعی گواہی گذری۔ اس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت شرعیہ قائم ہوئی۔ اور اس خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام ونشان پورا لکھا جس سے امتیازِ کافی واقع ہو۔ اور وہ خط دو گواہانِ عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط قاضی فلاں شہر کے نام ہے وہ باحتیاط اس قاضی کے پاس لائے اور شہادت ادا کی کہ آپ کے نام یہ خط فلاں قاضی فلاں شہر نے ہم کو دیا اور ہمیں گواہ کیا کہ یہ خط اس کا ہے۔ اب یہ قاضی اگر اس شہادت کو اپنے مذہب کے مطابق ثبوت کے لئے کافی سمجھے تو اس پر عمل کرسکتا ہے۔

(اور بہتر یہ ہے کہ قاضی کاتب خط لکھ کر ان گواہوں کو سنادے یا اس کا مضمون بتادے اور خط بند کر کے ان کے سامنے سربمہر کردے اور اولیٰ یہ کہ اس کا مضمون ایک کھلے ہوئے پرچے پر الگ لکھ کر بھی ان شہود کو دے دے کہ اسے یاد کرتے رہیں یہ اگر مضمون پر بھی گواہی دیں کہ خط میں یہ لکھا ہے اور سربمہر خط اس قاضی کے حوالہ کریں یہ زیادہ احتیاط کے لئے ہے ورنہ خیر اسی قدر کافی ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد دو عورتیں عادل کو خط سپرد کر کے گواہ کرلے اور وہ باحتیاط یہاں لاکر شہادت دیں) بغیر اس کے اگر خط ڈاک میں ڈال دیا یا اپنے آدمی کے ہاتھ بھیج دیا تو ہرگز مقبول نہیں اگرچہ وہ خط اسی قاضی کا معلوم ہوتا ہو اور اس پر اسکی اور اسکے محکمۂ قضا کی مہر بھی لگی ہو۔

اور یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک یہ خط قاضی مکتوب الیہ کو پہنچے اور وہ اسے پڑھ لے اس وقت تک کاتب زندہ رہے اور معزول نہ ہو ورنہ اگر خط پڑھے جانے سے پہلے مر گیا یا برخاست ہو گیا تو اس پر عمل نہ ہوگا اور بحالت زندگی یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک مکتوب الیہ اس خط کے مطابق حکم نہ کرلے اس وقت تک کاتب عہدۂ قضا کا اہل رہے ورنہ اگر حکم سے پہلے کاتب مثلاً مجنون یا مرتد یا اندھا ہو گیا تو بھی خط بیکار ہو جائے گا۔

درمختار میں ہے:

القاضی یکتب الی القاضی بحکمه وان لم یحکم کتب الشهادة لیحکم المکتوب الیه بها علی رائه و قرأ الکتاب علیهم او اعلمهم بما فیه وختم عندهم وسلم الیهم بعد کتابة عنوانه وهو ان یکتب فیه اسمه واسم المکتوب الیه وشهرتهما واکتفی الثانی بان یشهدهم انه کتابه وعلیه الفتوی ویبطل الکتاب

بموت الکاتب وعزلہ قبل القراءۃ وبجنون الکاتب وردتہ وحدہ لقذف وعمائہ لخروجہ عن الاھلیۃ وکذا بموت المکتوب الیہ وخروجہ عن الاھلیۃ الا اذا عمم۔

ولا یقبل کتاب القاضی من محکم بل من قاض مولی من قبل الامام۔

درر وغرر میں ہے:

لایقبلہ ایضا الا بشہادۃ رجلین او رجل وامرأتین لان الکتاب تد یزور واذ الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم فلا یثبت الا بحجۃ تامۃ

طریق پنجم

استفاضہ

یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں۔ اور وہ خود عالم۔ اور ان احکام میں علم پر عامل و قائم۔ یا کسی عالم دین محقق معتمد پر اعتماد کا ملتزم وملازم ہے۔ یا جہاں قاضی شرع نہیں تو مفتی اسلام مرجع عوام ومتبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ و عیدین اسی کے فتوے سے نفاذ پاتے ہیں۔ عوام کالانعام بطور خود عید و رمضان نہیں ٹھہرا لیتے۔ وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بربنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی۔

مجرّد بازاری افواہ کہ خبر اڑ گئی اور قائل کا پتہ نہیں۔ پوچھے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں۔ یا بہت پتہ چلا تو کسی مجہول کا۔ انتہا درجہ منتہائے سند دو ایک شخصوں کی محض حکایت کہ انھوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہو گئی ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں۔

بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی متعدد جماعتیں درکار ہیں جو بالاتفاق وہ خبر دیں۔

یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے۔ نہ کسی شہادت پر شہادت نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت، نہ کتاب قاضی با شہادت۔ مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بہ غلبۂ ظن ملتحق بالیقین وہاں رویت وصوم و عید کا ہونا ثابت ہو گا۔ اور جب کہ وہ شہر اسلامی۔ اور احکام و حکام کی وہاں پابندی دوامی ہے تو ضرور مظنون ہو گا کہ امر بحکم واقع ہوا۔ تو اس طریق سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ہے ثابت ہو جائے گی۔

اور یہیں سے واضح ہوا کہ تاریک شہر جہاں نہ کوئی قاضی شرع نہ مفتی اسلام۔ یا مفتی ہے مگر نا اہل، جسے خود احکام شرع کی تمیز نہیں۔ جیسے آج کل کے بہت مدعیانِ خام کار، خصوصًا وہابیہ، خصوصًا نامقلدین، وغیرہم فجار، یا بعض سلیم الطبع سنی، ناقص العلم ناتجربہ کار۔ یا مفتی محقق معتمد عالم مستند ہے مگر عوام خود سر اس کے منتظرِ احکام نہیں۔ بپیشِ خویش اپنے قیاسات فاسدہ پر جب چاہیں عید و رمضان قرار دے لیتے ہیں ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر بھی اصلاً قابلِ قبول نہیں کہ اس سے کسی حجت شرعیہ کا ثبوت نہ ہوا۔

درمختار میں ہے:

شہدوا انہ شہد عند قاضی مصر کذا شاہدان بروٴیۃ الہلال، وقضی بہ القاضی بشہادتہما

لان قضاء القاضی حجة وشهدوا به، لالو شهدوا برؤیة غیرھم، لانه حکایة، نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمھم علی الصحیح من المذھب۔ مجتبی وغیرہ۔

ردالمحتار میں ہے:

ھذہ الاستفاضه لیس فیھا شھادة علی قضاء قاض، ولا علی شھادة، لکن لما کانت بمنزلة الخبر المتواتر، وقد ثبت بھا ان اھل تلک البلدة صاموا یوم کذا لزم العمل بھا، لان البلدة لا تخلو عن حاکم شرعی عادة، فلا بد من ان یکون صومھم مَبْنِیًّا علی حکم حاکمھم الشرعی فکانت تلک الاستفاضه بمعنی نقل الحکم المذکور الخ۔

اسی میں ہے:

قال الرحمتی معنی الاستفاضة ان تاتی من تلک البلدة جماعات متعددون کل منھم یخبر عن اھل تلک البلدة انھم صاموا عن رؤیة لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعه، کما قد تشیع اخبار یتحدث بھا سائر اھل البلدة، ولا یعلم من اشاعھا کما ورد ان فی آخر الزمان یجلس الشیطن بین الجماعة، ویتکلم بالکلمة فیتحدثون بھا، ویقولون لا ندری من قالھا فمن ھذا لا ینبغی ان یسمع فضلا من ان یثبت به حکم اھ قلت وھو

کلام حسن ویشیر الیہ قول الذخیرۃ اذا استفاض وتحقق فان التحقق لا یوجد بمجرد الشیوع۔

تنبیہ الغافل والوسنان علی احکام ھلال رمضان میں ہے:

لما کانت الاستفاضہ بمنزلۃ الخبر المتواتر وقد ثبت بہا ان اھل تلک البلدۃ صاموا لزم العمل بہا لان المراد بہا بلدۃ فیہا حاکم شرعی الخ

دربارۂ استفاضہ یہ تحقیق علامہ شامی کی ہے۔ اور اس تقدیر پر وہ شرائط ضرور ہیں کہ صوم وعید پر بنائے حکم حاکم شرع عالم متبع احکام ہوا کرتا ہو۔ اور ایک صورت یہ بھی متصور کہ دوسرے شہر سے جماعات کثیرہ آئیں اور سب بالاتفاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے عام لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے جن کا بیان مورث یقین شرعی تھا۔ ظاہراً اس تقدیر پر وہاں کسی ایسے حاکم شرع کا ہونا ضرور نہیں کہ رویت فی نفسہا حجت شرعیہ ہے لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ۔ جب جماعت تواتر جماعت تواتر سے ان کی رویت کی ناقل ہے تو رویت بالیقین ثابت ہوگئی۔ اور شہادت کی حاجت نہ رہی کہ اثبات احکام میں تواتر بھی قائم مقام شہادت، بلکہ اس سے اقوی ہے کہ شہادت برخلاف تواتر آئے تو رد کر دی جائے اور نفی پر تواتر مقبول ہے اور شہادت نامسموع۔

عالمگیریہ میں محیط سے ہے:

ان وجد کلھم غیر ثقات یعتمد علی ذالک بتواتر الاخبار۔

درمختار میں ہے:

شهادة النفی المتواتر مقبولة ۔

ردالمحتار میں ہے:

فی النوادر عن الثانی شهدا علیه بقول او فعل یلزم علیه بذلك اجارة او بیع او کتابة او طلاق اوعتاق او قتل او قصاص فی مکان او زمان اوصفات فبرهن المشهود علیه انه لم یکن ثمه یومئذ لا تقبل، لکن قال المحیط فی الحادی والخمسین ان تواتر عند الناس وعلم الکل عدم کونه فی ذلك المکان والزمان لا تسمع الدعوی ولقضی بفراغ الذمة لانه یلزم تکذیب الثابت بالضرورة ۔

عقود الدریه میں فتاوی صغیری سے ہے:

البینة اذا قامت علی خلاف المشهور المتواتر لا تقبل وهو ان یشتهر ولیسمع من قوم کثیر لا یتصور اجتماعهم علی الکذب ۔

کلام علما مثلاً قول مذکور درمختار "لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری" اور قول ذخیرہ "قال شمس الائمة الحلوائی الصحیح من مذهب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فیما بین اهل البلدة الاخری یلزمهم حکم هذه البلدة وغیر ذلك"۔ بلاشبہ اس صورت کو بھی شامل ۔ واللہ تعالیٰ اعلم باحکامه ۔

طریق ششم

اکمال عدت

یعنی جب ایک مہینہ کے تیس دن کامل ہو جائیں تو ماہ متصل کا ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا اگرچہ اس کے لئے رویت، شہادت، حکم، استفاضہ وغیرہ کچھ نہ ہو۔ مہینہ تیس سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین۔

اگر انتیس کو مطلع صاف نہ ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔

رواہ الشیخان عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

یہ طریقہ صفائی مطلع کی حالت میں کافی ہے اگرچہ ہلال نظر نہ آئے جب کہ گزشتہ ہلال رویت واضحہ یا دو گواہانِ عادل کی شہادت سے ثابت ہو لیا ہو۔ ہاں اگر ایک گواہ کی شہادت پر ہلال رمضان مان لیا اور اس حساب سے تیس دن آج پورے ہو گئے اور اب مطلع روشن ہے اور عید کا چاند نظر نہیں آتا تو یہ اکمالِ عدت کافی نہ ہوگا بلکہ صبح ایک روزہ اور رکھیں کہ اگلے ہلال کا ثبوت حجت تامہ سے نہ تھا اور با وصف صفائی مطلع تیس کے بعد بھی چاند نظر نہ آنا صاف گواہ ہے کہ اس گواہ نے غلطی کی اور جب کہ وہ ہلال حجت تامہ دو گواہانِ عادل سے ثابت تھا تو آج با وصف مطلع نظر نہ آنا اس پر محمول ہوگا کہ ہلال بہت باریک ہے، اور کوئی بخار قلیل المقدار خاص اسی کے سامنے حاجب ہے، جیسے صفائی عامہ افق کے سبب نظرِ صفائی مطلع گمان کرتی ہے، یا اس کے سوا کوئی اور مانع خفی خلافِ معتاد ہے۔ ہاں اگر آج ابر و غبار ہے تو مطلقاً تیس پورے کر کے عید کرلیں گے۔ اگرچہ ہلال رمضان ایک ہی شاہد کی شہادت سے مانا ہو کہ اب اس کی غلطی ظاہر نہ ہوئی۔

تنویر میں ہے:

بعد صوم ثلثین بقول عدلین حل الفطر وبقول عدل لا۔

در مختار میں ہے:

نقل ابن الکمال عن الذخیرۃ انہ ان غم ھلال الفطر حل اتفاقاً الخ۔ وتمام تحقیقہ فی رد المحتار دما علقنا علیہ۔

طریق ہفتم

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توپیں سننے کو بھی حوالیِ شہر کے دیہات والوں کے واسطے دلائل ثبوتِ ہلال سے گنا۔

ظاہر ہے کہ یہاں بھی وہی شرائط مشروط ہوں گے کہ اسلامی شہر میں حاکم شرع معتمد کے حکم سے اونتیس کی شام کو توپوں کے فیر صرف بحالتِ ثبوت شرعی رویت ھلال ہوا کرتے ہوں۔ کسی کے آنے جانے کی سلامی وغیرہ کا اصلاً احتمال نہ ہو۔ ورنہ شہر اگرچہ اسلامی ہو مگر وہاں احکام شرعیہ کی قدر نہیں۔ احکام جہالِ بے خرد، یا نیچری، رافضی، وغیرہم بدمذہبوں کے حوالے ہیں جنھیں نہ قواعد شرعیہ معلوم، نہ ان کے اتباع کی پرواہ اپنی رائے ناقص میں جو آیا اس پر حکم لگا دیا، توپیں چل گئیں، تو ایسی بے سر و پا باتیں کیا قابل لحاظ ہو سکتی ہیں۔ کما لا یخفی۔

پھر جہاں کی توپیں شرعاً قابل اعتماد ہوں ان پر عمل اہل دیہات ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عند التحقیق خاص اس شہر والوں کو بھی ان پر اعتماد سے مفر نہیں کہ حاکم شرع کے حضور شہادتیں گزرنا اس کا ان پر حکم نافذ کرنا ہر شخص کہاں دیکھتا سنتا ہے بحکم حاکم اسلام اعلانِ عام کے لیے ایسی

ہی کوئی علامت معہودہ معروفہ قائم کی جاتی ہے جیسے توپوں کے فیر یا ڈھنڈورا وغیرہ۔

اقول یہیں سے ظاہر ہوا کہ ایسے اسلامی شہر میں منادی پر بھی عمل ہوگا حتی کہ اس کی عدالت بھی شرط نہیں جب کہ معلوم ہو کہ بے حکم سلطانی ایسا اعلان نہیں ہو سکتا۔

عالمگیریہ میں ہے:

خبر منادی السلطان مقبول عدلا کان او فاسقا کذا فی جواھر الاخلاطی۔

ردالمحتار میں ہے:

قلت والظاھر انه یلزم اھل القری الصوم بسماع المدافع او رؤیة القنادیل من المصر، لانه علامة الظاھر تفید غلبة الظن، وغلبة الظن حجة موجبة للعمل، کما صرحوا به۔ واحتمال کون ذلك لغیر رمضان بعید، اذ لا یفعل مثل ذلك عادة فی لیلة الشك الا لثبوت رمضان۔

منحة الخالق میں ہے:

لم یذکروا عندنا العمل بالامارات الظاھرة الدالة علی ثبوت الشھر کضرب المدافع فی زماننا والظاھر وجوب العمل بھا علی من سمعھا ممن کان غائبا عن المصر کاھل القری ونحوھا کما یجب العمل بھا علی اھل المصر الذین لم یروا الحاکم قبل شھادة الشھود وقد ذکر ھذا الفرع الشافعیة،

فصرح ابن حجر فی التحفة انه یثبت بالامارة الظاهرة الدالة التی لاتتخلف عادة کرویة القنادیل المعلقه بالمنابر قال ومخالفة جمع فی ذلک غیر صحیحة اھ

تنبیہ دربارۂ ہلال غیر رمضان وشوال

جہاں دوسرے شہر کی رویت سے یہاں حکم ثابت کیا جائے جیسے دوم سے پنجم تک چار طریقوں میں۔ ان کے بارے میں علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ اگر وہ دوسرا شہر اس شہر سے اس قدر مغرب کو نہ ہٹا ہو جس کے باعث رویت ہلال میں اختلاف پڑ سکے جب تو وہ طریقے ہر ہلال میں کام دیں گے ورنہ غیر رمضان وشوال میں معتبر نہ ہوں گے۔ یعنی اگر وہ شہر اس شہر سے اتنا غربی ہے جسکی مقدار بعض علماء نے یہ رکھی ہے کہ ۵۴۲ میل یا زیادہ اس کا طول شرقی اسکے طول شرقی سے کم ہو اور وہاں کی رویت ہلال ذی الحجہ پر مثلاً شہادت، یا شہادت علی الشہادت، یا شہاوت علی القضا گزری۔ یا کتاب القاضی خبر متواتر آئی تو یہاں اس پر عمل نہ ہوگا بلکہ اپنے ہی شہر، یا اس کے قریب مواضع، یا شرقی بلاد سے۔ اگرچہ کتنے ہی فاصلے پر ہوں۔ ثبوت آنے پر مدار رکھیں گے۔ اور نہ ملا تو تیس کی گنتی پوری کریں گے۔

ردالمحتار میں فرمایا۔

یفھم من کلامھم فی کتاب الحج ان اختلاف المطالع فیہ معتبر فلا یلزمھم شئی لوظھر انہ رئی فی بلدة اخری قبلھم بیوم وھل یقال کذلک فی حق الاضحیة لغیر الحجاج لم ارہ والظاھر نعم لان اختلاف المطالع انما لم یعتبر فی الصوم لتعلقه بمطلق الرویة وھذا

بخلاف الاضحية فالظاهر انها کاوقات الصلوۃ یلزم
کل قوم العمل بما عندھم فتجزئ الاضحیۃ فی الیوم
الثالث عشر وان کان علی رؤیا غیرھم ھو الرابع عشر۔

اقول مگر صحیح اسکے خلاف ہے۔ کلام علماء صاف مطلق وعام۔ اور اس تخصیص میں بوجوہ کلام۔ فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علل اسقاط اعتبار الحساب بانا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب، کما رواہ الشیخان وابوداؤد، والنسائی وغیرھم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما وھذہ العلۃ لعم الاھلۃ،

وھذا وان کان خلاف القیاس فلا یمتنع الالحاق بہ دلالۃ، وان امتنع قیاسا کما قد نص علیہ العلماء، ومنھم العلامۃ الشامی فی نفس ھذا الکتاب۔

ولا شک ان ذاالحجۃ کالفطر سواء بسواء۔ و قد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

الفطر یوم یفطر الناس، والاضحی یوم یضحی الناس
اخرجہ الترمذی بسند صحیح عن ام المومنین الصدیقۃ
رضی اللہ تعالٰی عنھا۔

و قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

فطرکم یوم یفطرون واضحاکم یوم تضحون رواہ ابوداؤد
والبیھقی بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ثم اقول ھذا کلہ کلام معہ علی تسلیم ان النوط بالرؤیۃ انما ورد فی الصوم والفطر، ولیس کذلک، بل قد ثبت کذلک فی الاضحیۃ۔ فقد اخرج ابوداؤد والدارقطنی عن امیر مکۃ الحارث بن حاطب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال۔

عہد الینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ننسک للرؤیۃ فان لم نرہ وشہد شاھدا عدل نسکنا بشہادتہما قال الدارقطنی ھذا اسناد متصل صحیح۔

فانقطع مبنی البحث من راسہ واستبان الحق وللہ الحمد۔

اما ما تمسک بہ من مسئلۃ الحج فاقول لا حجۃ فیہا فانہا فیما اری لدفع الحوج العظیم، ونظیرہ ما فی التنویر والدر۔

تبین ان الامام صلی بغیر طہارۃ تعاد الصلوۃ دون الاضحیۃ، لان من العلماء من قال لا یعید الصلاۃ الا الامام وحدہ، فکان للاجتہاد فیہ مساغ زیلعی۔ کما لو شہدوا انہ یوم العید، فصلوا ثم ضحوا، ثم بان انہ یوم عرفۃ، اجزأتہم الصلوۃ والتضحیۃ، لانہ لا یمکن التحرز عن مثل ھذا الخطا، فیحکم بالجواز صیانۃ لجمع المسلمین زیلعی، اھ ملخصا مصححا۔

ثم رایت بحمد اللہ التصریح بہ فی اللباب وشرحہ بل فی نفس الشرح المتعلق بہ رد المحتار حیث قال۔

شہدوا بعد الوقوف بوقوفہم بعد وقتہ لا تقبل شہادتہم، والوقوف صحیح استحسانا حتی الشہود للحرج الشدید الخ

فقد ظہر الحق والحمد للہ رب العالمین۔

غرض ثبوت ہلال کے شرعی طریقے یہ ہیں، ان کے سوا جس قدر طرق لوگوں نے

ایجاد کئے محض باطل و مخذول، و نا قابل قبول ہیں۔ خیالات عوام کا حصر کیا ہو مگر آج کل جہاں میں غلط طریقے جو زیادہ رائج ہیں وہ بھی سات ہیں یکم حکایت رویت۔ یعنی کچھ لوگ کہیں سے آئے اور خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھا گیا، وہاں کے حساب سے آج تاریخ یہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نہ شہادت رویت ہے کہ انہوں نے خود نہ دیکھا۔ نہ شہادت علی الشہادۃ کہ دیکھنے والے ان کے سامنے گواہی دیتے اور انھیں اپنی گواہیوں کا حامل بناتے، اور یہ حسب قواعد شرعیہ یہاں شہادت دیتے۔ بلکہ مجرد حکایت جس کا شرع میں اصلاً اعتبار نہیں اگرچہ یہ لوگ بھی ثقہ معتمد ہوں اور جن کا دیکھنا بیان کریں۔ وہ بھی ثقہ مستند ہوں نہ کہ جہاں میں تو یہ رائج ہے کہ کوئی آئے کیسا ہی آئے کسی کے دیکھنے کی خبر لائے اگرچہ خود اس کا نام بھی نہ بتائے بلکہ سرے سے اس سے واقف ہی نہ ہو ایسی مہمل خبروں پر اعتماد کر لیتے ہیں۔

فتح القدیر و بحر الرائق و عالمگیریہ وغیرہا میں ہے۔

لو شہد جماعۃ ان اہل بلدۃ کذا رأوا ہلال رمضان قبلکم بیوم فصاموا و ہذا الیوم ثلثون بحسابہم ولم یر ہولاء الہلال لا یباح فطر غد، ولا ترک التراویح فی ہذہ اللیلۃ لانہم لم یشہدوا بالرویۃ ولا علی شہادۃ غیرہم وانما حکوا رویۃ غیرہم۔

دوم افواہ:۔ شہر میں خبر اڑ جاتی ہے کہ فلاں جگہ چاند ہوا، جاہل اسے تواتر واستفاضہ سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ جس سے پوچھئے سنی ہوئی کہتا ہے، ٹھیک پتہ کوئی نہیں دیتا، یا منتہائے سند صرف دو ایک شخص ہوتے ہیں۔ اسے استفاضہ سمجھ لینا محض جہالت ہے۔ اس کی صورتیں وہ ہیں جو ہم نے طریق پنجم میں ذکر کیں۔

منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق میں ہے۔

اعلم ان المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردین
من بلدة الثبوت الی البلدة التی لم یثبت بها
لا مجرد الاستفاضة لانها قد تکون مبنیة علی اخبار
رجل واحد مثلا فیشیع الخبر عنه، ولا شك ان هذا
لا یکفی بدلیل قولهم اذا استفاض الخبر وتحقق فان التحقق
لا یکون الا بما ذکرنا۔

فقیر کو بارہا تجربہ ہوا کہ ایسی شہرتیں محض بے سر و پا نکلتی ہیں۔ اسی ذی الحجہ میں خبر شائع ہوئی کہ آنولے میں چاند ہوا ہے۔ وہاں عام لوگوں نے دیکھا۔ اور فقیر کے ایک دوست کا خاص نام بھی لیا گیا کہ وہ آئے اور خود اپنی رویت اور وہاں سب کا دیکھنا بیان کرتے تھے۔ فقیر نے ان کے پاس ایک معتمد کو بھیجا، وہاں سے جواب ملا کہ یہاں ابر غلیظ تھا۔ نہ میں نے دیکھا نہ کسی اور نے دیکھا۔

پھر خبر اڑی کہ شاہجہانپور میں تو ایک ایک شخص نے دیکھا۔ فقیر نے وہاں بھی ایک معتمد ثقہ کو اپنے ایک دوست عالم کے پاس بھیجا۔ انہوں نے فرمایا اس کا حال میں آپ کو مشاہدہ کرائے دیتا ہوں۔ ان کا ہاتھ پکڑ کر شہر میں گشت کیا۔ اور دروازہ دروازہ دریافت کرتے پھرے۔ عید کب ہے؟ کہا جمعہ کی۔ کہا کیا چاند دیکھا؟ کہا دیکھا تو نہیں۔ کہا پھر کیوں؟ اس کا جواب کچھ نہ تھا شہر بھر سے یہی جواب ملا۔ صرف ایک شخص نے کہا میں نے منگل کو چاند دیکھا تھا اور میرے ساتھ فلاں فلاں صاحب نے بھی۔ اب یہ عالم مع ان معتمد کے دوسرے صاحب کے پاس گئے۔ ان سے دریافت کیا۔ کہا وہ غلط کہتا تھا اور خود ان دونوں صاحبوں کیساتھ ان گواہ صاحب کے پاس آئے۔ اب یہ بھی پلٹ گئے کہ ہاں کچھ یاد نہیں۔

پھر خبر گرم ہوئی کہ رام پور میں چاند دیکھا گیا اور جمعہ کی عید قرار پائی۔ فقیر نے

دو ثقہ شخصوں کو وہاں کے دو علماء کرام اپنے احباب کے پاس بھیجا۔ معلوم ہوا وہاں بھی ابر تھا۔ کسی نے بھی نہ دیکھا۔ بارے اتنا معلوم ہوا کہ وہاں دو شخص دہلی سے دیکھ کر آئے ہیں۔ ان علماء نے ان دو شاہدوں کو بلا کر ان دو ثقات کے سامنے شہادت دلوائی۔ اور جو الفاظ فقیر نے انھیں لکھوا دیئے تھے وہ ان سے کہلوا کر ان کو تحمیل شہادت کرائی اور دونوں عالم صاحبوں نے خود ان دونوں شہود اصل کا تزکیہ کیا۔ اب ان دونوں فرع نے یہاں آکر شہادت علی الشہادت حسب قاعدہ شرعیہ دی۔ اس وقت فقیر نے عید جمعہ کا فتویٰ دیا۔ دیکھئے افواہ اخبار کی یہ حالت ہوتی ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سوم۔ خطوط واخبار:۔ بڑی دوڑ یہ ہوتی ہے کہ فلاں جگہ سے خط آیا۔ فلاں اخبار میں یہ لکھا پایا۔ حالانکہ ہم طریق چہارم میں بیان کر چکے کہ حاکم شرع کا خاص مہری دستخطی خط جس پر خود اس کی اور محکمۂ دار القضا کی مہر لگی اور اس کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہو۔ اور یہاں بھی حاکم شرع کے نام آئے۔ ہرگز بغیر دو شاہدان عادل کے جنھیں لکھ کر اپنی کتاب کا گواہ بنا کر خط سپرد کیا اور یہاں انہوں نے حاکم شرع کو دے کر شہادت ادا کی ہو مقبول نہیں۔ پھر یہ ڈاک کے پرچے کیا قابل التفات ہو سکتے ہیں۔ اور اخباری گپیں تو اصلاً نام لینے کے بھی قابل نہیں۔

درمختار میں ہے۔ لایعمل بالخط۔

ہدایہ میں ہے۔ الخط یشبہ الخط فلا یعتبر۔

چہارم۔ تار:۔ یہ خط سے بھی زیادہ بے اعتبار۔ خط میں کاتب کے ہاتھ کی علامت تو ہوتی ہے۔ یہاں اس قدر بھی نہیں۔ تو اس پر عمل کو کون کہے گا مگر اجہل سا اجہل۔ جسے علم کے نام سے بھی مس نہیں۔

فقیر نے اس کے رد میں ایک مفصل فتویٰ لکھا اور بحمداللہ تعالیٰ اس پر ہندوستان کے بکثرت علماء نے مہریں کیں۔ کلکتے میں چھپ کر شائع ہوا تھا۔

گنگوہی ملّا نے اپنے ایک فتویٰ میں تار کی خبر اس باب میں معتبر ٹھہرائی اور اسے تحریر خط پر قیاس کیا تھا کہ تار کی خبر مثل تحریر خط کی خبر کے ہے کیونکہ تحریر میں حروف اصطلاحی ہیں جس سے مطلب معلوم ہو جاتا ہے خواہ بحرکت قلم پیدا ہوویں خواہ کسی لاٹھی یا بانس طویل کی حرکت سے (الی قولہ) "بہر حال خبر تار کی مثل خط ہے اور معتبر ہے"۔

یعنی خط میں قلم سے لکھتے ہیں۔ تار دینا ایسا ہے کہ کسی بڑے بانس سے جو ہزاروں کوس تک لمبا ہے لکھ دیا۔ تو جیسے وہ معتبر ہے ویسے ہی یہ۔ بلکہ یہ تو زیادہ معتبر ہونا چاہیئے کہ وہاں چھوٹا سا قلم ہے اور یہاں اتنا بڑا بانس۔ تو اعتبار بھی اسی نسبت پر بڑھنا چاہیئے۔ شملہ بمقدار قلم۔ قیاس تو اچھا دوڑا تھا۔ مگر افسوس کہ شرعاً محض مردود و ناکام رہا۔

اولاً خط و تار میں جو فرق ہیں ہم نے اپنے فتوی مفصلہ میں ذکر کیے جو اس قیاس کو از بیخ برکندہ کرتے ہیں۔ اور ان سے قطع نظر بھی کیجئے تو بحکم شرع خط ہی پر عمل حرام۔ پھر اس بانس کے قیاس کا کیا کام۔ حکم مقیس علیہ میں باطل ہے تو مقیس آپ ہی عاری و عاطل ہے۔

مولوی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں خط و تار کو بے اعتبار ہی ٹھہرایا اور اس حکم میں حق کی موافقت کی۔ مگر یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ خبر تار یا خط بدرجۂ کثرت پہنچ جائے تو اس پر عمل ہو سکتا ہے۔ اسے استفاضہ میں داخل سمجھنا صریح غلط۔ استفاضے کے معنی جو علماء نے بیان فرمائے وہ تھے کہ طریق پنجم میں مذکور ہوئے۔ متعدد جماعتوں کا آنا۔ اور یک زبان بیان کرنا، چاہیئے۔ یہاں اگر متعدد جگہ سے خط یا تار آئے بھی تو اولاً وہ ان وجوہ ناجوازی سے جنہیں ہم نے اس فتویٰ میں مفصلاً ذکر کیا ہرگز بیان مقبول کے سلسلے میں نہیں آسکتے۔ ڈاک کے منشی تار کے بابو چٹھی رساں اکثر کفار یا عموماً مجاہیل یا فساق فجار ہوتے ہیں۔

اور بالفرض باطل آئیں بھی تو یہ تعدد مخبر عنہ میں ہوا، نہ مخبرین میں۔ کہ یہاں تار لینے والے بابو اگر مسلمان ثقہ ہوں بھی تو ہرگز اتنی جماعات متعددہ نہ ہوں گی جن کی اخبار پر یقین شرعی حاصل ہو۔ بلکہ عامۂ بلاد میں صرف دو ایک ہی تار گھر ہوتے اور صدر ڈاک خانہ تو ایک ہی ہوتا ہے۔ اگرچہ بڑے شہر میں تقسیم کے لئے دو چار برانچ اور بھی ہوں۔ بہر حال یہ خط یا تار ہم کو تو معدود ہی شخصوں کے ذریعہ سے ملیں گے۔ پھر استفاضے سے کیا علاقہ ہوا۔ کیا اگر زید آکر کہہ دے کہ فلاں جگہ لاکھ آدمیوں نے چاند دیکھا تو یہ خبر مستفیض کہلائے گی؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پنجم جنتریوں کا بیان۔ کہ فلاں دن پہلی ہے۔ اول بعض علماء شافعیہ و بعض معتزلہ وغیرہم کا خیال اس طرف گیا تھا کہ مسلمان عادل منجموں کا قول اس بارے میں معتبر ہو سکتا ہے۔ اور بعض نے قید لگائی تھی کہ جب ان کی ایک جماعت کثیر یک زبان بیان کرے کہ فلاں مہینے کی یکم فلاں روز ہے تو مقبول ہونے کے قابل ہے۔ اگرچہ واجب العمل کسی کے نزدیک نہیں۔ مگر ہمارے ائمہ کرام اور جمہور محققین اعلام اسے اصلاً تسلیم نہیں فرماتے اور اس پر عمل جائز ہی نہیں رکھتے اور یہی حق ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم صحیح حدیث میں یہاں قول منجمین سے قطع نظر و عدم لحاظ کی تصریح فرما چکے پھر اب اس پر عمل کا کیا محل۔

در مختار میں ہے۔

لا عبرۃ بقول الموقتین ولو عدولا علی المذھب۔

رد المحتار میں ہے۔

بل فی المعراج لا یعتبر قولھم بالاجماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسہ۔

جب منجمین مسلمین ثقات عدول کے بیان کا یہ حال تو آجکل کی جنتریاں۔ جو عموماً ہنود وغیرہم کفار شائع کرتے ہیں۔ یا بعض نیچری نام کے مسلمان یا بعض مسلمان بھی، تو وہ بھی انھیں ہندوانی جنتریوں کی پیروی سے۔ کیا قابل التفات ہوسکتی ہیں۔

فقیر نے بتّیس برس سے بڑی بڑی نامی جنتریاں دیکھیں۔ اول مصراقی ہیئت ہی ناقص ومختل ہے۔ پھر ان جنتری سازوں کو اس کی بھی پوری تمیز نہیں۔ تقویمات کواکب میں وہ سخت فاحش غلطیاں دیکھنے میں آئیں جن میں کوئی سمجھ وال بچہ بھی نہ پڑتا۔ پھر یہ کیا اور ان کی جنتری کیا۔ اور ان کی دوزخ اور پروا کی کسے پروا۔

ششم قیاسات وقرائن:۔ مثلاً چاند بڑا تھا، روشن تھا، دیر تک رہا، تو ضرور کل کا تھا۔ آج بیٹھ کر نکلا تو ضرور پندرہویں ہے۔ اٹھائیسویں کو نظر آیا تھا مہینہ تیس کا ہوگا۔ اٹھائیسویں کو بہت دیکھا نظر نہ آیا مہینہ انتیس کا ہوگا۔ یہ قیاسات تو حسابات کی وقعت بھی نہیں رکھتے۔ پھر ان پر عمل محض جہل و زلل۔ حدیث میں ہے حضور پرنور سید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من اقتراب الساعۃ انتفاخ الاھلّۃ

قرب قیامت کی علامات سے ہے کہ ہلال پھولے ہوئے نکلیں گے یعنی دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں گے۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من اقتراب الساعۃ ان یری الھلال قبلاً و یقال ھو للیلتین۔

علامات قیامت سے ہے کہ چاند بے تکلف نظر آئیگا
کہا جائے گا کہ دو رات کا ہے۔
رواہ فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
صحیح مسلم شریف میں ابو البختری سعید بن فیروز سے ہے۔
قال خرجنا للعمرۃ۔ فلما نزلنا ببطن نخلۃ قال
تراأینا الھلال، فقال بعض القوم ھو ابن ثلاث۔
قال بعض القوم ھو ابن لیلتین، قال فلقینا ابن عباس
فقلنا انا رأینا الھلال فقال بعض القوم ھو ابن ثلاث
و قال بعض القوم ھو ابن لیلتین، فقال ای لیلۃ
رایتموہ قال قلنا لیلۃ کذا وکذا، فقال ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مدہ للرؤیۃ فھو لیلۃ رایتموہ
ہم عمرے کو چلے جب بطن نخلہ میں اترے ہلال دیکھا،
کوئی بولا تین رات کا ہے کسی نے کہا دو رات کا۔ عبداللہ بن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملے ان سے عرض کی کہ
ہم نے ہلال دیکھا کوئی کہتا ہے تین شب کا ہے۔ کوئی دو شب
کا۔ فرمایا تم نے کس رات دیکھا؟ ہم نے کہا فلاں شب
کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا مدار رویت پر رکھا
ہے تو وہ اسی رات کا ہے جس رات نظر آیا۔

ھفتم کچھ استقرائی کچھ اختراعی قاعدے۔ مثلاً رجب کی چوتھی رمضان کی پہلی ہوگی۔ رمضان کی پہلی ذی الحجہ کی دسویں ہوگی۔ اگلے رمضان کی پانچویں اس رمضان کی پہلی ہوگی۔ چار مہینے برابر تیس تیس کے ہو چکے ہیں۔ یہ ضرور انتیس کا ہوگا۔ تین پے در پے انتیس کے ہوئے ہیں یہ ضرور تیس کا ہوگا۔

ان کا جواب اسی قدر میں ہے۔ ما انزل اللہ بہا من سلطان حق سبحانہ
نے ان باتوں پر کوئی دلیل نہ اتاری۔

وجیز امام کردری میں ہے۔

شہر رمضان جاء یوم الخمیس لا یضحی ایضا فی یوم الخمیس مالم یتحقق انہ یوم النحر وما نقل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یوم اول الصوم یوم النحر لیس بتشریع کلی بل اخبار عن اتفاق فی ھذہ السنۃ۔ وکذا ما ھو الرابع من رجب لا یلزم ان یکون غرۃ رمضان بل قد یتفق۔

خزانۃ المفتین میں فتاویٰ کبریٰ سے ہے۔

ما یروی ان یوم نحرکم یوم صومکم، کان وقع ذلک العام بعینہ دون الابد، لان من اول یوم رمضان الی غرۃ ذی الحجۃ ثلاثۃ اشہر فلا یوافق یوم النحر یوم الصوم الا ان یتم شہران من الثلثۃ وینقص الواحد فاذا تمت الشہور الثلثۃ تاخر عنہ، واذا نقصت الشہور الثلثہ او شہران تقدم علیہ فلم یصح الاعتماد علی ھذا۔

یہ کلام اجمالی بقدر کفایت ہے اور ان احکام کی تفصیل تام رسائل و مسائل فقیر میں ہے۔ وباللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم۔

جماعت ثالثہ کے مہ وانجم

نمبر شمار	نام	ضلع	نمبر شمار	نام	ضلع
۱	غلام انور	اورنگ آباد	۱۸	محمد ابوذر غفاری	کٹیہار
۲	عبد العلیم خان	گونڈہ	۱۹	محمد عتیق	مبارکپور
۳	محمد کوثر اشرفی	الہ آباد	۲۰	اکبر علی قادری	بستی
۴	محمد اجمل حسین	اورنگ آباد	۲۱	سید اشرف علی قادری	حیدرآباد
۵	محمد رجب عالم قادری	مظفرپور	۲۲	محمد رقیم الدین	کشنگنج
۶	محمد احتشام الدین	نوادہ	۲۳	محمد شمیم عالم	رانچی
۷	محمد جلال الدین نوری	مظفرپور	۲۴	قمر الزماں	جونپور
۸	محمد احسان الحق	بھاگلپور	۲۵	محمد اختر رضا	مہراجگنج
۹	محمد فیض الحق	پرولیا	۲۶	محمد جابر حسین	مدھوبنی
۱۰	محمد رضاء الاسلام	دیناجپور	۲۷	محمد توفیق	اعظم گڈھ
۱۱	عبد القیوم	مرزاپور	۲۸	محمد عیسیٰ	اورنگ آباد
۱۲	محمد کوثر	مہاراشٹر	۲۹	غلام غوث اعظم	کھگریا
۱۳	اقرار احمد	بستی	۳۰	محمد نظام الدین	الہ آباد
۱۴	محمد لئیق	اناؤ	۳۱	محمد جہانگیر عالم	ویشالی
۱۵	قربان علی نظامی	گورکھپور	۳۲	محمد ریاض احمد	کشنگنج
۱۶	محمد مہتاب عالم رضوی	گڑھوا	۳۳	محمد مظہر حسین	کرناٹک
۱۷	محمد عین الحق	گریڈیہہ	۳۴	عبد القیوم	ہزاری باغ

نمبر شمار	نام	ضلع
۳۵	محمد زبیر عالم	مدھوبنی
۳۶	محمد جلال الدین	بلیا
۳۷	محمد عبداللہ خان	غازیپور
۳۸	ضیاء المصطفیٰ	مبارکپور
۳۹	محمد یوسف	رائے پور
۴۰	جمیل احمد	مئو
۴۱	محمد اکرم علی نعیمی	گونڈھ
۴۲	محمد خلیل احمد قادری	کرناٹک
۴۳	محمد قمر عالم	دربھنگہ
۴۴	شکیل الرحمٰن	بستی
۴۵	محمد شفیق	الہ آباد
۴۶	محمد شمس الدین	مدھوبنی
۴۷	حبیب الرحمٰن	مئو
۴۸	محمد ابراہیم رضا	نیپال
۴۹	محمد سعید نظامی	بستی
۵۰	سید محمد علی قادری	حیدرآباد
۵۱	محمد امجد خان	بھوپال
۵۲	محمد شمس تبریز	بھاگلپور
۵۳	محمد راہی	دیناجپور
۵۴	عبدالسمیع قادری	علیگڈھ
۵۵	محمد شمیم عالم	پلاموں
۵۶	محمد اشرف رضوی	سیتامڑھی
۵۷	محمد اسیر الحق	دیناجپور
۵۸	محمد جلال الدین اشرفی	سہرسہ
۵۹	محمد اسلم	رائے بریلی
۶۰	سید سیف الدین	بہار شریف
۶۱	محمد مطیع الرحمٰن	بکارو
۶۲	محمد جابر حسین	بھاگلپور
۶۳	محمد علیم الدین	صاحبگنج
۶۴	عاشق علی خان	گونڈھ
۶۵	محمد مسلم الدین	دیناجپور
۶۶	محمد مبارک خان	نیپال
۶۷	محمد شاہجہاں	بیربھوم
۶۸	محمد صدر الاسلام	〃
۶۹	محمد شاکر عالم	دیناجپور
۷۰	محمد اشفاق عالم	مدھوبنی
۷۱	شمس الضحیٰ	مہراجگنج
۷۲	محمد نجیب اللہ	گڑھوا
۷۳	غلام مرتضیٰ	سیتامڑھی
۷۴	محمد ارشاد احمد	ہزاری باغ
۷۵	محمد اسرافیل	بھاگلپور
۷۶	محمد انور حسین	گریڈیہہ

نمبر شمار	نام	ضلع	نمبر شمار	نام	ضلع
۷۷	محمد ظاہر حسین	دیناجپور	۹۷	محمد قمرالدین	دمکا
۷۸	محمد شمشیر عالم	گریڈیہہ	۹۸	محمد روح الامین	دیناجپور
۷۹	عبدالرحمٰن	مہراجگنج	۹۹	چراغ علی	گونڈھ
۸۰	یحییٰ رضا	ناگپور	۱۰۰	محمد جہانگیر عالم	دیناچپور
۸۱	محمد عبداللہ قادری	بمبئی	۱۰۱	محمد خشتی الرحمٰن	"
۸۲	سید راشد میاں	باندہ	۱۰۲	غلام احمد رضا	گونڈھ
۸۳	محمد ضیاء المصطفیٰ	مظفرپور	۱۰۳	محمد افضل حسین	گریڈیہہ
۸۴	محمد منہاج عالم	کیٹیہار	۱۰۴	محمد مجیب الرحمٰن	مالدہ
۸۵	محمد سلیمان احمد رضوی	پورنیہ	۱۰۵	نصر سعید	غازیپور
۸۶	محمد صابر حسین	ویشالی	۱۰۶	محمد فاروق احمد	گریڈیہہ
۸۷	محمد عبداللہ مظہری	سیتامڑھی	۱۰۷	محمد رضاء اللہ	نیپال
۸۸	شکیل احمد	الہ آباد	۱۰۸	محمد عثمان رضا	مالدہ
۸۹	محمد منظور عالم	گریڈیہہ	۱۰۹	عرفان المصطفیٰ	مئو
۹۰	محمد ہارون رشید	گیا	۱۱۰	ارشاد احمد	سون بھدر
۹۱	محمد رضا عزیزی	نیپال	۱۱۱	محمد عیسیٰ قادری	نیپال
۹۲	محمد غلام مصطفیٰ	دیناجپور	۱۱۲	محمد صغیر عالم	بانکا
۹۳	محمد قیصر رضا	نیپال	۱۱۳	محمد اجمل حسین	ہزاریباغ
۹۴	محمد بلال احمد	مالدہ			
۹۵	محمد امتیاز عالم	نیپال			
۹۶	جمال اشرف	ویشالی			